ہیں، لیکن تجربہ کا پورا پورا احساس مقدم ہے نہ کہ صرف تجربہ حاصل کرنے کا طریقہ۔ قبل اس کے کہ محبت کا اظہار ہو سکے دل میں محبت اور سوز و گداز ہونا چاہیے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ محض دماغی ترقی سے جس کے معنی صرف حصولِ علم و صلاحیت ہے، صحیح طرز کی فہم و دانش نہیں حاصل ہوتی۔ محض دماغی ترقی اور دانش مندی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دماغ کے طریق کار میں خیالات اکثر جذبات سے علیحدہ رہا کرتے ہیں، مگر فہم و دانش کے لیے جذبۂ دل اور فکر و خیال دونوں میں باہمی اشتراک اور ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ صرف دماغ یا صرف جذبات کے ذریعے زندگی کی روش کا اندازہ کرنے کے بجائے جب تک فہم و دانش سے اندازہ نہ کیا جائے گا، دنیا کا سیاسی یا تعلیمی دستور العمل ہمیں تباہی اور بربادی سے نہیں بچا سکتا۔ فکر بلند کا موازنہ محض علم سے نہیں کیا جا سکتا، نہ علم فہم و دانش ہے۔ دانشمندی کوئی تجارتی یا خرید و فروخت کی شے نہیں جو علمیت یا تربیت کی قیمت دے کر خریدی جا سکے۔ دانائی و فراست نہ تو کتابوں سے حاصل ہوتی ہے اور نہ کہیں فراہم کی جا سکتی ہے، نہ حفظ ہو سکتی ہے اور نہ کہیں اس کا ذخیرہ بنایا جا سکتا ہے۔ فہم و دانش تو بے نیازی اور ایثار نفسی سے آتی ہے۔ بجائے علمیت کے کھلا ہوا دل رکھنا زیادہ ضروری ہے۔ فراخ دلی معلومات کا ڈھیر بھر لینے سے نہیں ہوتی بلکہ

اپنے خیالات اور جذبات سے پوری آگاہی حاصل ہو جانے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اثرات ہمارے گرد و پیش اور ہمارے اوپر رہا کرتے ہیں ان پر نگاہ رکھنے سے اور دوسروں کے کلام پر غور کرنے سے، یا غریب و امیر کی کیفیت معلوم کرتے رہنے سے اور ذی اختیار اشخاص اور مسکینوں کی حقیقت سمجھتے رہنے سے دل میں گنجائش بڑھتی ہے۔ خوف اور جبر سے دانائی نہیں آتی، بلکہ تب آتی ہے جب انسانوں کے درمیان جو روزمرہ کے باہمی برتاؤ ہوتے ہیں ان کو بخوبی سمجھ بوجھ لیا جائے۔

تلاشِ علم اور حرص کی تمنا سے ہم اُنس و محبت کو کھو بیٹھتے ہیں اور حسن کے لطیف احساس کو کند کر دیتے ہیں اور جور و ستم سے درد آشنا نہیں رہتے۔ ہم صرف تخصیص حاصل کرنے پر اور ماہر بن جانے پر زور دیتے رہتے ہیں، مگر اپنے باطن کو تکمیل دینے میں قاصر رہتے ہیں۔ علم ہرگز فہم و دانش کی جگہ نہیں لے سکتا، اور نہ توضیحات اور واقعات کو یکجا کر دینے سے انسان کو رنج و غم سے رہائی ہو سکتی ہے۔ گو علم ضروری ہے اور سائنس بھی اپنی جگہ کار آمد ہے، لیکن اگر علم ہماری سمجھ کا گلا گھونٹ دے اور رنج و الم کے اسباب کی تشریح اور توضیح کسی نہ کسی پیرائے میں کر دی جایا کرے، تو زندگی قطعی بے معنی و بے کار ہو جاتی ہے۔ کیا یہ صورت حال ہم میں سے بیشتر پر صادق نہیں آتی؟ مروجہ تعلیم سے ہم میں اوچھاپن زیادہ آ جاتا ہے۔ ایسی تعلیم سے ہمارے وجود کی گہری تہ کا